itsurdu.blogspot.com

ایکو

سلیم انور

یادیں انتہائی پُراسرار انداز میں انسانی زندگی کی خالی جگہوں کو پُر کرتی ہیں... لاتعلقی کی بے رحم آندھیوں کے جھکڑ حساس دلوں کو نہایت بے دردی سے تار تار کردیتے ہیں... ایک ایسے ہی تشنہ کام اور ٹوٹے ہوئے شخص کا ماجرا... جو برسوں سے یادوں کا خزانہ دل سے لگائے بیٹھا تھا... ایک ایک پل کی یاد نے اس کے دامن کو سنسان راہوں... بے قرار انتظار اور جنونی اطوار سے بھر دیا تھا... وقت کی کڑی طنابوں پر چلتے چلتے اس کے قدم ڈگمگا ہی دئیے...

ایک مشہور ناول نگار کے پُرسکون شب و روز جو پلک جھپکتے ہی وقت کی گرفت میں آ گئے

الیگزینڈر اپنی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کی انگلیاں کی بورڈ پر تیزی سے حرکت کر رہی تھیں۔ کئی دنوں کی کوشش کے بعد بالآخر وہ اپنے ناول کے اس مخصوص باب کا خاکہ اپنے ذہن میں تیار کرنے میں کامیاب ہو سکا تھا کہ وہ کس طرح اس کا اختتام چاہتا ہے۔

وی تو اے لائف کرون، نامی یہ ناول اپنے آخری مراحل میں تھا اور الیگزینڈر اس کے انجام کو پُراثر بنانے کے لیے پوری تندہی سے کام کر رہا تھا۔ اس کے ذہن میں

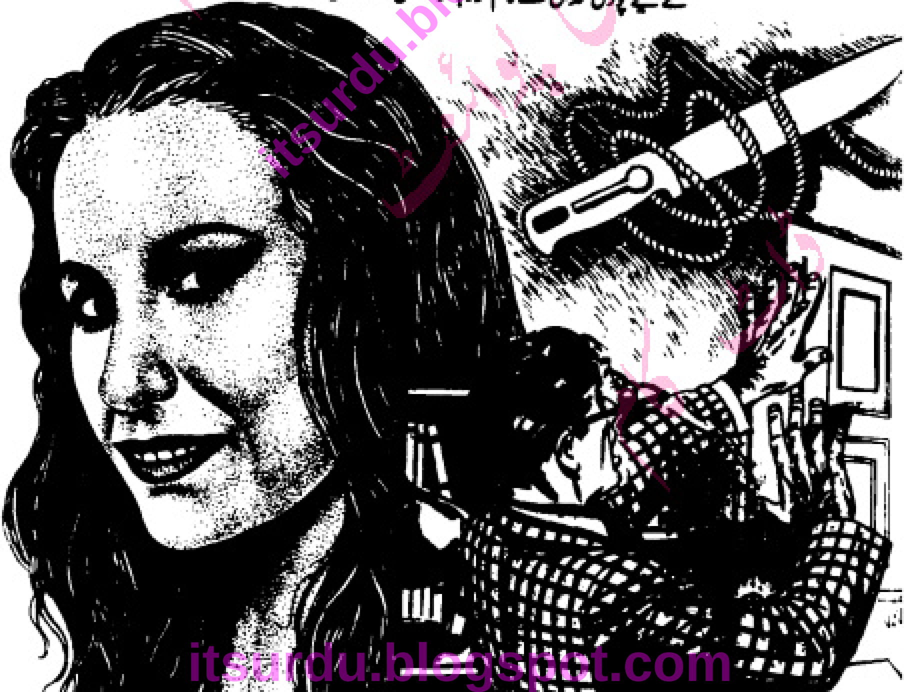

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

خیالات کا ایک تسلسل جاری تھا جسے وہ کمپیوٹر پر منتقل کر رہا تھا۔

اچانک بجنے والی فون کی گھنٹی نے اس کے خیالات کے تسلسل کو توڑ دیا۔ یہ گھنٹی کی آواز اس کے بائیں جانب سے آرہی تھی۔

وہ چونک گیا۔ "لعنت ہو!" وہ غصے سے بڑبڑایا۔

اپنے سیل فون کی تلاش میں اس نے میز پر پھیلے ہوئے کاغذات کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ پھر ایک کر فون اٹھایا اور جھنجلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"فرنکلن!"

"مسٹر الیگزینڈر فرنکلن؟" دوسری جانب سے ایک بھاری مردانہ آواز نے پوچھا۔

"جی ہاں!" الیگزینڈر نے جواب دیا۔ ساتھ ہی اس کی انگلی سیل فون کے آف بٹن پر چلی گئی۔

یہ کوئی ٹیلی مارکیٹر ہی ہوسکتا ہے۔ الیگزینڈر نے سوچا۔ کیونکہ صرف ٹیلی فونی فروخت کار ہی اس کا پورا نام استعمال کرتے تھے۔ جب سے اس کی تحریر کردہ ڈیفنی میریز نے نیویارک ٹائمز کی بیسٹ سیلر لسٹ میں جگہ بنائی تھی تو دنیا اسے اے ایم فرنکلن کے نام سے پہچانے لگی تھی۔ صرف وہ لوگ جن کی اس کی کریڈٹ رپورٹ تک رسائی تھی، اسے الیگزینڈر کہہ کر پکارتے تھے۔

"میں سینٹ کلیئرس ول پولیس ڈپارٹمنٹ کا سراغ رساں رچرڈ ڈکسن بول رہا ہوں۔"

الیگزینڈر کی انگلی سیل فون کے آف بٹن سے صرف چند ملی میٹر کے فاصلے پر ساکت ہوگئی۔ "میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں ڈیٹکٹو؟" اس نے پوچھا۔

"سر، ہمیں ایک قتل کی ہوئی لاش کی شناخت کے سلسلے میں آپ کی مدد درکار ہے۔"

"قتل کی ہوئی لاش؟"

الیگزینڈر کو سینٹ کلیئرس ول کا قصبہ چھوڑے ہوئے لگ بھگ پانچ سال ہو چکے تھے۔ وہاں سے نکلنے کے بعد اس نے آج تک اس علاقے کے کسی بھی فرد سے بات نہیں کی تھی۔ اسے یہ بھی یقین نہیں تھا کہ آیا اس کے شناساؤں میں سے کوئی اب وہاں موجود بھی ہے یا نہیں۔ وہ ایک کالج ٹاؤن تھا اور اس کی آبادی عارضی اور کم سے کم رہتی تھی۔

"سر، ہم افسوس کے ساتھ آپ کو اطلاع دے رہے ہیں کہ ہمیں ایک عورت کی لاش ملی ہے جس کے بارے میں ہمیں یقین ہے کہ وہ آپ کی بیوی ہے۔" ڈیٹکٹو رچرڈ ڈکسن نے بتایا۔

الیگزینڈر کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔ اس کے اعصاب تن گئے اور ذہن سراغ رساں کے آخری الفاظ کا مطلب سمجھنے کے لیے قلابازیاں کھانے لگا۔ "ڈیٹکٹو رچرڈ، میری کوئی بیوی نہیں ہے۔"

یہ سن کر پولیس سراغ رساں نے قدرے توقف کیا۔ الیگزینڈر کو پس منظر میں کاغذات کو پلٹنے اور پھر کمپیوٹر کے بورڈ پر انگلیاں چلانے کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر سراغ رساں گویا ہوا۔ "کیا آپ الیگزینڈر فرنکلن اور 525 ماؤنٹ پلیزنٹ پلیس کے سابقہ رہائشی ہیں؟"

"جی ہاں۔" الیگزینڈر نے تصدیق کی۔

"تاریخ پیدائش پندرہ جنوری انیس سو پچاسی؟"

"جی ہاں۔"

"تو پھر مجھے یقین نہیں آرہا کہ بے ربطی کہاں ہے ہمیں جس عورت کی لاش ملی ہے، اس کا نام مارجوری میری پوسا فرنکلن ہے...... یہ وہی عورت ہے جس کی گمشدگی کی رپورٹ آپ نے پانچ جولائی 2007ء کو درج کرائی تھی۔"

الیگزینڈر کے سر میں ہتھوڑے سے برسنے لگے۔ اس نے اپنی میز کی دراز میں سے ایک پین نکالا اور اسے میز کی سطح پر بجانے لگا۔ اس کا ذہن اس معلومات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دو ہزار سات کے اوائل میں اس نے خود کو سینٹ کلیئرس ول کے ایک وڈے ٹیبا اپارٹمنٹ میں قید کیا ہوا تھا۔ ادبی شہرت کی تلاش میں کالج سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ اپنے مسودے پر پوری تندہی سے کام کرنے کی دھن میں مگن رہا تھا۔ اس دوران میں اسے حلیے کی بھی کوئی پروا نہیں رہی تھی۔ اس کے سر کے بال جھاڑ جھنکاڑ اور داڑھی بے ترتیب اور وحشیوں کی طرح بڑھ چکی تھی۔ شادی کرنا تو دور کی بات تھی، عورتیں اسے ڈیٹ دینے کی روادار بھی نہیں تھیں۔

جولائی تک اس کا ناول مکمل ہوگیا تھا اور اپارٹمنٹ کے کرائے نامے کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی۔ اس نے وہ قصبہ چھوڑ دیا تھا۔

اس کے لیے سینٹ کلیئرس ول اب ماضی کا قصہ بن چکا تھا۔

"ڈیٹکٹو رچرڈ، مجھے حقیقت میں کوئی آئیڈیا نہیں کہ آپ کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں؟"

"شاید یہ اس قسم کا معاملہ ہے کہ جس کے لیے ہمیں دوبدو بات چیت کرنے کی ضرورت ہے۔" سراغ رساں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

رچرڈ ڈکنن نے کہا۔ ''کل صبح ٹھیک آٹھ بجے مجھ سے ملنے کے لیے سینٹ کلیرس ول پولیس اسٹیشن آجائیں۔''

''یہ نہیں ہوسکتا۔'' الیگزینڈر نے اپنی ڈائری اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''کل صبح میری ایک میٹنگ ہے اور سہ پہر کو مجھے ایک کانفرنس میں شرکت کرنی ہے۔ البتہ ہم آئندہ ہفتے کا کوئی وقت مقرر کرسکتے ہیں۔''

بظاہر کسی غلط فہمی کے سلسلے میں چھ گھنٹے کی ڈرائیو اسے ایک مضحکہ خیز سی بات لگ رہی تھی۔ اگر وہ اس ملاقات کو آئندہ ہفتے تک کھینچنے میں کامیاب ہو جاتا تو بلاشبہ اس دوران میں یہ غلط فہمی خود بہ خود دور بھی ہوسکتی تھی یا پھر وہ کوئی اور بہانہ بنا کر اپنے وہاں جانے کی مدت میں مزید اضافہ کر سکتا ہے۔

اس کی آئندہ آنے والی کتاب کی مقررہ تاریخ پہلے ہی گزر چکی تھی اور وہ اپنے وقت میں کسی قسم کے خلل کا ہرگز متحمل نہیں ہوسکتا تھا۔

''خدا کے بندے!'' سراغ رساں نے غصے سے کہا۔ ''ایک عورت مر چکی ہے۔ یہ وہی عورت ہے جس کی گمشدگی کی رپورٹ آپ نے درج کرائی تھی۔ اگر آپ کل صبح آٹھ بجے یہاں موجود نہ ہوئے تو میں آپ کی حراست کا وارنٹ جاری کر رہا ہوں۔'' یہ کہہ کر سراغ رساں نے فون بند کر دیا۔

الیگزینڈر ریسیور ہاتھ میں تھامے رہ گیا۔

☆☆☆

اپنے ایڈیٹر سے گرما گرم بحث کے بعد الیگزینڈر نے اپنی میٹنگ ری شیڈول کی اور شہر میں واقع اپنے پاش اپارٹمنٹ سے سینٹ کلیرس ول کی بل کھاتی پہاڑیوں کی جانب روانہ ہوگیا۔

چھ گھنٹے کی ڈرائیو اور راستے میں لگ بھگ ایک گیلن کافی کی مقدار معدے میں انڈیلنے کے بعد وہ آٹھ بجنے میں پانچ منٹ پہ سینٹ کلیرس ول پولیس اسٹیشن پہنچ گیا۔

''ڈیٹکٹیو رچرڈ ڈکنن؟'' اس نے ڈیسک کلرک سے پوچھا۔

ڈیسک کلرک اسے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے گیا اور ایک کرسی کی جانب اشارہ کیا جو ایک خستہ سی دھاتی میز کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ کمرے کی لکڑی کے تختوں کی دیواریں ستر کی دہائی کی بنی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ زنگ آلود و نشان زدہ دھاتی میز کمرے کے ماحول سے قطعی مطابقت رکھتی تھی۔

دفتر کی حالت بے حد خستہ اور مرمت طلب تھی۔ الیگزینڈر کو دفتر دیکھ کے انتہائی مایوسی ہوئی تھی۔

اس دفتر کا جائزہ لینے کے بعد الیگزینڈر کے ذہن میں ایک ہی لفظ ابھرا تھا...... مایوس کن!

الیگزینڈر انتظار کرنے لگا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وقت ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا ہو۔ بالآخر ایک طویل وقت انتظار کے بعد ایک بھاری بھرکم، گنجے، ادھیڑ عمر شخص نے کمرے میں قدم رکھا۔ اس کا لباس بھی اس کمرے کے مانند فرسودہ تھا۔

''مسٹر فرینکلن؟'' اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

الیگزینڈر نے اثبات میں سر ہلایا اور جواباً ہاتھ ملاتے ہوئے بولا۔ ''سراغ رساں رچرڈ ڈکنن؟''

سراغ رساں نے گردن ہلادی اور اس خستہ حال میز کے سامنے رکھی ہوئی غیر آرام دہ کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ''پلیز، بیٹھ جائیں۔''

الیگزینڈر نے کرسی پر بیٹھتے ہی براہ راست مطلب کی بات شروع کردی۔ ''جیسا کہ میں نے کل کہا تھا نہ میں شادی شدہ ہوں اور نہ ہی میری کبھی شادی ہوئی تھی۔''

سراغ رساں نے یہ سن کر ایک کاغذ الیگزینڈر کی جانب بڑھا دیا اور اپنی ٹھوڑی اپنے ہاتھوں پر رکھ کر اپنے ہونٹ سکیڑ لیے۔ ''جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں یہ وہ بیان ہے جو پانچ برس پہلے آپ نے دیا تھا جس میں آپ کی بیوی کی گمشدگی کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔''

الیگزینڈر نے اس تحریر کا جائزہ لینا شروع کیا تا کہ صحیح صورت حال کو سمجھ سکے۔ تفصیل آسانی سے سمجھ میں آرہی تھی۔ رپورٹ کے مطابق الیگزینڈر نے چھ جولائی دو ہزار سات کو اپنے اپارٹمنٹ سے مارجوری میری پوسا فرینکلن کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی تھی۔ وہ آخری بار ایک پارٹی کے بعد الیگزینڈر کے کاؤچ پر بے ہوش پڑی دیکھی گئی تھی۔ عجیب بات یہ تھی کہ رپورٹ میں بھی اس عورت کو الیگزینڈر کی رفیق حیات ظاہر کیا گیا تھا۔

''کچھ یاد آرہا ہے؟'' سراغ رساں نے پوچھا۔

الیگزینڈر نے پوری رپورٹ دوبارہ پڑھ ڈالی۔

''نہیں، آئی ایم سوری۔ مجھے کچھ یاد نہیں آرہا۔''

سراغ رساں کے ہونٹوں سے ایک آہ بلند ہوئی اور اس کے کان کی لویں سرخ ہوگئیں۔ اس کی بھویں تن گئیں۔ اس نے الیگزینڈر کو شعلہ فشاں نظروں سے گھورتے ہوئے

itsurdu.blogspot.com

اپنی کرسی پر پہلو بدلا اور بولا۔

"تو مجھے یہ بتا رہے ہو کہ آپ نے اس عورت کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی...... یہ عورت جو رپورٹ کے مطابق آپ کی بیوی ہے۔ اس بیان پر اپنے دستخط کیے اور چلتے بنے...... اس کے بارے میں پھر کبھی دوبارہ خیال ذہن میں نہ لانے کا فیصلہ کر کے؟"

"نہیں، ایسا نہیں ہے۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میری کبھی کوئی بیوی نہیں رہی ہے۔ اس لیے میں نے کبھی اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج نہیں کرائی۔ بھلا یہ بات سمجھنے میں کیا دشواری پیش آ رہی ہے؟ آپ نے غلط آدمی سے رابطہ کیا ہے۔" الیگزینڈر نے وہ کاغذ واپس سراغ رساں رچرڈ ڈکسن کی جانب دھکیل دیا اور اس پر موجود دستخط کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "حتیٰ کہ یہ دستخط بھی میرے نہیں ہیں۔"

سراغ رساں نے دستخط کا جائزہ لیا اور بولا۔

"واقعی؟"

الیگزینڈر نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "یہ دستخط جس کسی نے بھی کیے ہیں وہ کھبا ہے۔ میں بائیں ہاتھ سے نہیں لکھتا۔"

سراغ رساں ایک بار پھر پوری توجہ سے دستخط کا جائزہ لینے لگا۔ "گو یہ ایک دلچسپ بات ہے لیکن اسے بمشکل حتمی ثبوت قرار دیا جا سکتا ہے، مسٹر فرینکلن۔"

"حتمی ہو یا نہ ہو، یہ میری تحریر نہیں ہے۔ لہٰذا اب سوال یہ ہے کہ میرے نام کے دستخط کس نے کیے ہیں اور کیوں؟" یہ کہہ کر وہ ٹھوڑی کھجاتے ہوئے سوچ میں پڑ گیا۔

وہ دونوں اپنے اپنے انداز میں سوچ میں غرق تھے۔ اب ان کے درمیان مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔

اس تمام تر صورت حال نے الیگزینڈر کو الجھن میں ڈال دیا تھا۔ بھلا کسی نے اس کے نام سے پولیس رپورٹ کیوں درج کرائی تھی اور اس شادی کی داستان کیوں گھڑی تھی جو اس نے کبھی کی ہی نہیں تھی؟ اور یہ مارجوری کون تھی جس سے خیال تھا کہ اس کی شادی ہوئی تھی؟

"کیا آپ کے پاس اس عورت کی کوئی تصویر ہے؟" الیگزینڈر نے سراغ رساں سے پوچھا۔

یہ نام سن کر الیگزینڈر کو یقینی طور پر کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس عورت کی تصویر دیکھ کر وہ اسے پہچان لے۔

سراغ رساں رچرڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ "میں اس سے زیادہ بہتر کر سکتا ہوں۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور الیگزینڈر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ اس کا رخ تہ خانے کی سیڑھیوں کی جانب تھا جہاں مردہ خانہ بنا ہوا تھا۔

مردہ خانے پہنچ کر سراغ رساں نے اسٹریچر پر پڑی ہوئی چادر پلٹ دی۔

"یہ گی ہے؟" الیگزینڈر نے لاش کو تکتے ہوئے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔"

"واؤ۔" الیگزینڈر اپنی حیرانی کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکا۔ "کیا آپ کو اس کی موت کا سبب معلوم ہے؟"

سراغ رساں نے اپنی قمیص کی جیب سے ایک پین نکالا۔ "ہم قریب ترین سبب بتا سکتے ہیں۔" اس نے پین کی نوک سے گی کی گردن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ظاہر یہ ہو رہا ہے کہ اس کا گلا گھونٹا گیا ہے لیکن ہم اس وقت تک یقین سے نہیں کہہ سکتے جب تک لاش کا تفصیلی معائنہ نہیں ہو جاتا۔ البتہ لاش کی گردن پر دھاریوں کے نشان یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ کسی پتلی رسی یا ڈوری سے اس کا گلا گھونٹا گیا ہے۔ اس بات کا یقین ہونے میں چند دن لگیں گے۔"

الیگزینڈر لاش کی گردن پر نشان کا جائزہ لینے کے لیے اس پر جھک گیا۔ وہ اس سے پہلے کبھی کسی گی پر تو کجا کسی لاش کے بھی اتنا نزدیک نہیں ہوا تھا۔ جس طرح یہ صورت حال عجیب اور غیر متوقع تھی، اسے اس معاملے میں کچھ کچھ شناسائی بھی محسوس ہو رہی تھی۔

"یہ لاش آپ کو کہاں سے ملی ہے؟" اس نے سراغ رساں سے پوچھا۔

"پیدل لمبی سیر کرنے والوں نے اسے دریا کے پاس مٹی میں دبا پایا تھا۔ ہمارے یہاں حال ہی میں ہلکا سا سیلاب آیا تھا جس کے سبب زمین کی سطح اس حد تک گھس گئی کہ لاش کا بازو زمین سے باہر نکل آیا اور وہ پیدل سیر و تفریح کرنے والے اس سے الجھ کر گر پڑے۔ اس کی قبر یقیناً خاصی اتھلی بنائی گئی تھی۔"

"دلچسپ۔" الیگزینڈر نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ کے پاس اس کی اس وقت کی کوئی تصویر ہے جب وہ زندہ تھی؟"

سراغ رساں نے فائل فولڈر کھولا اور ڈرائیورز لائسنس کی تصویر سے بنائی گئی ایک بڑی سی تصویر باہر

itsurdu.blogspot.com

نکالتے ہوئے بولا۔ ”یہ متوفی مارجوری میری پوسا ہے۔ اس کا لائسنس تبدیل نہیں ہوا تھا اس لیے اس پر اس کی شادی کے بعد کے نام کی عکاسی نہیں ہے۔ جس افسر نے گمشدہ فرد کی رپورٹ کا اندراج کیا تھا، اس کے مطابق آپ...... میرا مطلب ہے رپورٹ درج کرانے والے نے کہا تھا کہ وہ دونوں تو بیاہتا جوڑا ہیں۔“

یہ کہہ کر سراغ رساں نے وہ تصویر الیگزینڈر کی جانب بڑھا دی۔

تصویر کو دیکھتے ہی الیگزینڈر کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

”ایکو؟“ اس نے تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تصویر میں موجود لڑکی کے لمبے براؤن بال بے باکی سے اس کے شانوں پر لہرا رہے تھے۔ اس کی توانا مسکراہٹ اسٹریچر پر رکھی ہوئی سوکھی لاش کی مضحکہ اڑانے والی نفی سے متضاد تھی۔

”آئی ایم سوری؟“ سراغ رساں نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں اسے ایکو کے نام سے جانتا ہوں۔“

”کیا ایکو کا کوئی پورا نام تھا؟“

”ہوسکتا ہے، ہو۔ لیکن مجھے نہیں معلوم۔ وہ اداکاری کی تعلیم حاصل کررہی تھی۔ میرا خیال ہے کہ ایکو اس کے اسٹیج کا نام تھا۔“ الیگزینڈر نے بتایا۔

سراغ رساں نے فائل فولڈر اپنے پیچھے میز پر رکھ دیا اور اپنی جیب میں سے ایک نوٹ پیڈ نکالتے ہوئے بولا۔

”اور آپ ایکو کو کس طرح جانتے تھے؟“

”وہ اس شخص سے بڑی پابندی سے ملاقاتیں کیا کرتی تھی جو ہال میں میرے سامنے رہتا تھا۔“

”اور آپ کے اس پڑوسی کا نام؟“

”ڈیون۔ ڈیون کوپر۔“

سراغ رساں نے اپنے نوٹ پیڈ پر کچھ نوٹ قلمبند کیے اور نوٹ بک واپس اپنے جیکٹ کی جیب میں رکھ لی۔

اس نے ایکو کا چہرہ دوبارہ چادر سے ڈھانپ دیا اور اپنی فائل اٹھاتے ہوئے بولا۔ ”آپ کافی پینا پسند کریں گے؟“

الیگزینڈر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں مردہ خانے سے نکل کر سیڑھی کے راستے واپس اوپری منزل پر چلے آئے۔

☆☆☆

دفتر میں داخل ہونے کے بعد ان دونوں نے اپنی اپنی پچھلی والی نشستیں سنبھال لیں۔

الیگزینڈر میز پر اپنے بازو ٹکاتے ہوئے آگے کی جانب جھک گیا اور اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔

”ہم نے اسے ایک پینٹ برش کے ساتھ دفن کیا تھا۔“ سراغ رساں رچرڈ ڈکسن نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔

الیگزینڈر نے ایک آہ بھری اور اپنا سر ٹکاتے ہوئے بولا۔ ”کیا آپ ابھی جائے واردات کی تلاش میں ہیں؟“

”بالکل ہیں۔ کیا آپ ہمیں اس کے بارے میں کچھ بھی بتا سکتے ہیں؟“ سراغ رساں نے پوچھا۔

”میں پرانے ال کو چیک کروں گا بلکہ حقیقت میں بوائلر روم کو دیکھنا ہوگا۔ میرے خیال میں آپ کو کم از کم یہ معلوم ہوجائے گا کہ لاش کو حنوط وہیں پر کیا گیا تھا۔“

یہ سن کر سراغ رساں میز پر آگے کی جانب جھک گیا اور بولا۔ ”کیا آپ قتل کا اعتراف کررہے ہو، بیٹا؟“

الیگزینڈر نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ”نہیں، لیکن میں نے یہ اسی طرح لکھا تھا۔“

”ایکسکیوزمی؟“

”یہ منظر میں نے اپنے پہلے ناول ’لو یو ٹو ڈیتھ‘ میں بالکل اسی طریقے سے تحریر کیا تھا۔ ناول میں مرکزی کردار کا دم گھونٹ دیا جاتا ہے، پھر ایک عمارت میں اس کی حنوط کاری کی جاتی ہے پھر اسے دریا کے کنارے اصل قبر میں دفن کردیا جاتا ہے۔ قاتل ایک آرٹسٹ تھا۔“

”میرے خیال میں یہ پورا منظرنامہ جانا پہچانا لگ رہا ہے۔ آپ اے ایم ڈکسن ہیں۔ میں نے آپ کی وہ کتاب پڑھی ہے۔“

الیگزینڈر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ”میں جب یہاں رہتا تھا تو حقیقت میں وہی کتاب لکھ رہا تھا۔“

”آپ مذاق تو نہیں کررہے؟“

”وہ ایک طرح سے میری...... میرے خیال سے آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ میری مربیہ دیوی تھی۔“

سراغ رساں رچرڈ ڈکسن نے یہ سن کر اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور بولا۔ ”ایک منٹ رک جاؤ۔ آپ نے کہا کہ وہ آپ کے پڑوسی کی گرل فرینڈ تھی لیکن وہ آپ کی مربیہ دیوی تھی؟ یہ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی؟“

الیگزینڈر نے ایک گہرا سانس لیا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا ذہن چلتے پھرتے ہوئے زیادہ بہتر کام کیا کرتا تھا۔ وہ ٹہلتا ہوا کھڑکی کے پاس چلا گیا اور بلائنڈ کی پٹی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مسکرا کر باہر کی طرف نظریں جماتے ہوئے بولا۔ ”یہ قدرے پیچیدہ...... معاملہ ہے۔“

تب سراغ رساں نے اپنی میز کی ایک چھوٹی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ٹیپ ریکارڈر باہر نکالتے ہوئے بولا۔ ”تو پھر آپ سب کچھ وضاحت سے بیان کردیں۔“ ساتھ ہی اس نے ریکارڈر کا بٹن دبا دیا۔

الیگزینڈر نے کھڑکی کے بلائنڈ کی پٹی اپنی جگہ پر واپس کردی اور کھڑکی سے ہٹ کر دوبارہ کمرے میں ٹہلنا شروع کردیا۔ ”ایکو، ڈیون کوپر کی محبوبہ تھی لیکن ہم تینوں آپس میں دوست بھی تھے۔ میں انگریزی کے مضمون کا طالب علم تھا۔ ڈیون کوپر ماڈرن آرٹ کا طالب علم تھا اور ایکو تھیٹر کی طالبہ تھی۔ آرٹسٹ ایک طرح کے سنکی ہوتے ہیں اور ڈیون کوپر تخلیقی طور پر مجسم سنکی تھا۔ وہ انتہائی مغلوب الجذبات تھا...... خاص طور پر ایکو کے معاملے میں۔ وہ ایکو سے دیوانگی کی حد تک محبت کرتا تھا...... اس پر دیوانگی کی یہ کیفیت ہر وقت طاری رہتی تھی...... کبھی کم کبھی زیادہ...... اس کی اس دیوانگی نے ایکو کی زندگی اجیرن کرنا شروع کردی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دونوں ہر وقت لڑتے رہتے تھے۔“

”سو وہ آپ کو چھوڑ کر آپ کے پاس چلی آئی؟“

”جی نہیں۔“ الیگزینڈر نے کمر کے پیچھے ہاتھ باندھے بدستور ٹہلتے ہوئے جواب دیا۔ ”ایک رات ان کے درمیان زبردست جھگڑا ہوا۔ میں ان کے چیخنے چلانے کی آوازیں سن رہا تھا جو ہال کے پار ان کے کمرے سے بلند ہو رہی تھیں۔ جب وہ ان کے کمرے سے نکلی تو بری طرح بکھری ہوئی تھی۔ وہ سیدھی میرے اپارٹمنٹ میں آگئی۔ اسے وقتی طور پر سہارے کی ضرورت تھی اور میں اسے دلاسا دے رہا تھا۔ یوں ہم ایک دوسرے سے قریب تر ہوتے چلے گئے اور پھر...... ہم اکٹھا ہی ہوگئے۔“

اس رات کی یادیں الیگزینڈر کے ذہن میں تیزی سے گردش کرنے لگیں۔ اسے یاد آگیا کہ ایکو اس شب اس بری طرح اپ سیٹ تھی کہ الیگزینڈر کے چھوتے ہی اس کا انگ انگ تڑپ اٹھا جیسے نہ جانے کتنے عرصے کی پیاسی ہو۔ پھر وہ جذبات کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتے چلے گئے۔ ایکو کے لیونڈر کی خوشبو آج بھی اس کے ذہن میں بسی ہوئی تھی اور اس کی نرم جلد اسے یوں محسوس ہو رہی تھی جیسے ان کا یہ ملاپ کل ہی کی بات ہو۔

اتنے میں سراغ رساں کی کھنکھار نے الیگزینڈر کو عالم

قارئین اور ایجنٹ حضرات

کے لیے

اہم اعلان

جنوری 2017ء کے شماروں سے ادارے کے رسائل ہر ماہ مندرجہ ذیل ترتیب سے تاریخ وار دستیاب ہوں گے

سسپنس ڈائجسٹ :	15 تاریخ
ماہنامہ سرگزشت :	20 تاریخ
جاسوسی ڈائجسٹ :	26 تاریخ
ماہنامہ پاکیزہ :	30 تاریخ

جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز...... کراچی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

خیال سے بیدار کر دیا۔

"یہ سلسلہ کب تک جاری رہا تھا؟" سراغ رساں نے پوچھا۔

"وہ بس ایک بار کا ملاپ تھا۔ وہ ڈیون کوپر سے حقیقت میں محبت کرتی تھی اور اسے اپنی غلطی کا اس بری طرح احساس ہو رہا تھا کہ اس کے بعد وہ مجھ سے نظریں ملانے سے کترا رہی تھی۔ یہ ہماری ایک غلطی تھی۔ اس دوران میں نے اپنا ناول شروع کر دیا تھا۔ میرے ناول کا مرکزی کردار ایلس، اینجی پر مبنی تھا۔"

سراغ رساں سوچ میں پڑ گیا۔ وہ اپنی کنپٹیاں سہلاتے ہوئے بولا۔ "کیا ڈیون کوپر کو بھی اس بات کا پتا چلا؟"

الیگزینڈر نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "میرے خیال سے تو پتا نہیں چلا تھا۔ اس وقت ہم دونوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ ڈیون کوپر کو اس بارے میں کچھ نہیں بتائیں گے۔ وہ قدرے...... ناپختہ شخص تھا...... اور یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ جاننے کے بعد اس کا ردِعمل کیا ہوگا۔ اس کے چند ماہ بعد میں یہاں سے شفٹ ہو گیا۔"

سراغ رساں نے ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا اور سوچ میں غرق ہو گیا۔

قدرے خاموشی کے بعد وہ گویا ہوا۔ "میرا مسئلہ تو ابھی تک جوں کا توں ہے۔ آپ کی کتاب کب شائع ہوئی تھی؟"

"2008ء کے موسم بہار میں۔"

"اینجی کی گمشدگی اور قتل کا واقعہ 2007ء میں رونما ہوا تھا لیکن ان واقعات میں کتاب کی وہی تفصیلات استعمال کی گئی تھیں جو اس وقت تک شائع نہیں ہوئی تھی۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا کہ میں کدھر جا رہا ہوں؟"

"میں بالکل سمجھ رہا ہوں۔" الیگزینڈر دوبارہ دھم سے کرسی پر بیٹھ گیا اور میز پر اپنے بازو ٹکاتے ہوئے آگے کی جانب جھک کر بولا۔ "لیکن قتل میں نے نہیں کیا۔"

سراغ رساں رچرڈ ڈکسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ "میں بھی نہیں سمجھتا کہ یہ قتل آپ نے کیا ہے لیکن یہاں مجھے اس کی متبادل مفروضہ صورتِ حال کا اندازہ لگانے میں دشواری پیش آ رہی ہے۔"

کمرے میں ایک طویل خاموشی چھا گئی۔ وہ دونوں اس معمہ خیز صورتِ حال پر سوچ بچار میں ڈوبے ہوئے تھے۔

پھر سراغ رساں اچانک اپنی کرسی پر تن کر بیٹھ گیا۔ "مجھے آپ کا ناول پڑھے ایک عرصہ گزر چکا ہے لیکن یاد نہیں پڑتا کہ اس میں لاش کے ساتھ کسی پینٹ برش کا بھی تذکرہ تھا۔"

"جناب اس کا تذکرہ صرف میرے ناول کے ابتدائی مسودے میں شامل تھا لیکن بعد میں اسے تخفیف کر دیا تھا کیونکہ ایڈیٹرز نے محسوس کیا تھا کہ اس طرح قاتل بہت زیادہ نمایاں ہو رہا ہے۔"

سراغ رساں کے ہونٹوں پر ایک تھکی ماندی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ "اب ہم کسی سمت جا رہے ہیں۔ آپ کے ناول کے ابتدائی مسودوں تک کس کس کی رسائی تھی؟"

الیگزینڈر نے اپنی یادداشت پر زور دیا تو اس کی پیشانی پر لکیریں ابھر آئیں۔ "اس وقت کسی نے حقیقت میں میرے ناول کا مسودہ نہیں پڑھا تھا۔"

"پروفیسرز نے؟ ساتھی طالب علموں نے؟"

"نہیں، میں نے گریجویشن کرنے کے بعد ہی ناول لکھنا شروع کیا تھا۔ میرے خیال سے صرف میری بیوی کو اس کا علم تھا۔ انہوں نے مسودہ پڑھا تھا...... یا پھر ڈیون نے۔"

الیگزینڈر کے ہونٹوں سے ڈیون کا نام نکلتے ہی ان دونوں کو باقی سب کچھ کلک کر گیا۔

"ڈیون!" الیگزینڈر نے سرگوشی کے سے انداز میں دہرایا پھر سر ہلاتے ہوئے بولا۔ "واؤ!"

اسے معلوم تھا کہ ڈیون کوپر کسی حد تک پاگل ضرور تھا لیکن قاتل؟

"اب بس یہی کرنا ہے کہ اس نوجوان کو ڈھونڈ نکالیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہم اس معاملے کو منطقی انجام تک پہنچا سکتے ہیں؟" سراغ رساں رچرڈ ڈکسن نے کہا۔ پھر کمپیوٹر کی جانب اپنا رخ پھیرتے ہوئے بولا۔ "ڈیون کوپر! یہی نام ہے نا اس کا؟"

سراغ رساں نے مختلف ڈیٹا میں سرچ کرنا شروع کر دیے۔ البتہ کسی سبب سے اگست 2007ء کے اوائل میں ڈیون کوپر کا وجود باقی نہیں رہا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ وہ مر گیا تھا۔ بس اس کا مزید کوئی ریکارڈ موجود نہیں تھا اور کسی ڈیٹا میں اس کا نام نہیں آ رہا تھا۔

سراغ رساں چند گھنٹوں تک سرچ کرتا رہا پھر کمپیوٹر بند کر دیا۔ "مسٹر فرینکلن، میرے خیال سے ہم سے آج جتنا ہو سکتا تھا، وہ ہم نے کر لیا۔ میں اپنے طور پر اس سلسلے میں اپنا کام جاری رکھوں گا لیکن آپ اگر جانا چاہتے ہیں تو

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

جا سکتے ہیں۔"

"کیا میں اب واپس اپنے شہر جا سکتا ہوں؟"

یہ سن کر سراغ رساں مسکرا دیا۔ "میں صرف اس وقت کی بات کر رہا ہوں۔ آپ یہ ٹاؤن چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔ مجھے آپ کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور جب تک مجھے مزید معلومات حاصل نہیں ہو جاتیں آپ اس وقت تک میرے لیے ایک مفید فرد کی حیثیت رکھتے ہیں۔"

الیگزینڈر کو یہ سن کر غصہ آ گیا۔ "اگر میں پیش نہ ہوتا تو میں کسی قسم کی دلچسپی کا باعث نہیں ہو سکتا تھا۔ اور میں اپنے تمام کام پس پشت ڈال کر یہاں آیا ہوں۔ مجھے اپنے ایڈیٹر کے ساتھ معاملات ری شیڈول کرنے ہیں اور وہ اس سلسلے میں مزید تاخیر برداشت نہیں کرے گا۔"

"میرے پاس اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ میں کل آپ سے پھر رابطہ کروں گا۔" سراغ رساں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

الیگزینڈر وہاں سے نکل کر اپنے قیام کی جگہ کی تلاش میں کیمپس کی جانب روانہ ہو گیا۔ اسے اپنے قابل قیاس مستقبل کا اندازہ ہو گیا تھا۔

☆☆☆

الیگزینڈر اپنی پرانی اپارٹمنٹ بلڈنگ کے باہر کھڑا پرانی یادوں کو تازہ کر رہا تھا۔

چونکہ دن بھر کی فضول مصروفیت سے کچھ حاصل نہیں ہوا تھا اس لیے اس کا ذہن اب اپنی پرانی قیام گاہ کے بارے میں تجسس میں مبتلا ہو گیا تھا۔ "یہاں تو کوئی تبدیلی نہیں آئی۔" اس نے اپنے آپ سے کہا۔

اس نے سڑک کے دونوں طرف کا جائزہ لیا جہاں مختلف دکانیں اور ریسٹورنٹس بنے ہوئے تھے۔ یہ سڑک اب ماؤنٹ پلیزنٹ پلیس ہوم کہلاتی تھی۔ تمام دکانوں پر مختلف نام ہونے کے باوجود سڑک بالکل ویسی ہی دکھائی دے رہی تھی جیسے پہلے ہوا کرتی تھی۔ وہ اپنی زندگی میں اتنا مصروف ہو چکا تھا کہ اسے یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ وہ اس جگہ سے کتنا پیار کرتا تھا۔ آرٹسٹک ماحول نے اطراف کی ہر شے پر اپنا اثر ڈالا تھا۔ الیگزینڈر کے اندر کا فنکار اب بیدار ہو گیا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ایک طویل سفر کے بعد گھر لوٹ آیا ہے۔

اس نے اپارٹمنٹ کے مکینوں کی فہرست کی جانب قدم بڑھا دیے اور محض تجسس کی خاطر اس پر درج ناموں کا جائزہ لینے لگا پھر ایک نام پر پہنچ کر وہ ٹھٹک گیا۔

وصیت

دو سیلزمین مضافات میں اشیا فروخت کرنے کے لیے گھوم رہے تھے کہ کار خراب ہو گئی۔ رات کا وقت تھا۔ انہوں نے قریب ترین مکان پر دستک دی تو ایک ادھیڑ عمر بیوہ نے دروازہ کھولا۔ ان کی رُوداد سنی اور انہیں رات گزارنے کے لیے اپنے ہاں ایک کمرا دے دیا۔ صبح کو انہوں نے کار ٹھیک کروائی اور میزبان خاتون کا شکریہ ادا کر کے چلے گئے۔

چند ماہ بعد ایک سیلزمین کو ڈاک سے ایک لفافہ ملا۔ اس نے کھولا تو قانونی دستاویزات تھیں۔ انہیں پڑھ کر اس نے دوسرے سیلزمین کو فون کیا۔

"چند ماہ پہلے جس رات کو ہم شہر سے باہر جس بیوہ کے ہاں ٹھہرے تھے تو تم چپکے سے اٹھ کر اس کے بیڈروم میں چلے گئے تھے؟"

"ہی ہی ہی۔ ہاں یہی ہوا تھا۔"

"اور تم نے اسے اپنے نام کے بجائے میرا نام بتایا تھا؟"

"اوہ...... ہاں۔"

"وہ مر گئی ہے اور وصیت نامے میں اپنی ساری جائداد میرے نام کر گئی ہے۔"

کراچی سے عروسہ فاطمہ کا تعاون

"ڈی میری پوسا!" اس نے سرگوشی کے انداز میں وہ نام پڑھا۔ وہ تجسس میں پڑ گیا۔ میری پوسا کوئی عام سا نام نہیں تھا۔ یہ بظاہر ایسا دکھائی دے رہا تھا کہ ڈیون نے گزشتہ عشرے سے اپنا نام تبدیل کر لیا تھا اور شاید اب اپنا نام ڈیون میری پوسا رکھ لیا تھا؟ اس اتفاق نے اس کے تجسس کو اور بڑھا دیا۔

ڈیون میری پوسا!

الیگزینڈر، ڈیون کو ہوشیار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے کہ وہ ایک ناقابل فہم مزاج کا جنونی آرٹسٹ تھا اور شاید اس کے فون کرنے پر اسے اندر آنے کی اجازت ہی نہیں دیتا۔ لہٰذا الیگزینڈر دروازے کے پاس دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور کسی بھی فرد کے عمارت میں داخل ہونے یا نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

چونکہ یہ ایک بڑی عمارت تھی اس لیے الیگزینڈر کو چند

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

منٹ سے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا۔ ایک بار عمارت کے دروازے سے اندر داخل ہونے کے بعد وہ چوتھی منزل کی جانب چل پڑا۔

چوتھے فلور پر پہنچ کر وہ آہستہ قدموں سے ڈی میری پوسا کے اپارٹمنٹ کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ ابھی تک اس بارے میں پُریقین نہیں تھا کہ ڈی میری پوسا کے دروازے پر پہنچ کر اسے کیا کرنا ہے۔ کیا اسے دستک دینی چاہیے؟ یا وہ باہر یونہی کھڑا رہے اور جائزہ لیتا رہے؟ یا وہ دوڑتا ہوا پولیس اسٹیشن پہنچ جائے اور سراغ رساں رچرڈ ڈکسن کو ہوشیار کر دے؟

پھر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ ایک بار اسے کچھ آگاہی ہو جائے تو تب ہی اسے اس سلسلے میں مزید کوئی قدم اٹھانا چاہیے۔

الیگزینڈر اپنے پرانے اپارٹمنٹ کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اس کا ہاتھ دروازے سے صرف چند انچ کے فاصلے پر تھا۔ اس کا ذہن ابھی کچھ فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے لیکن یہ لگ رہا تھا کہ جیسے اس کا جسم کوئی فیصلہ کر چکا ہے۔ اس کے بازو کے عضلات خود بخود تن گئے اور اس کے ہاتھ نے دروازے پر دستک دے دی۔ اسے کچھ اندازہ نہیں تھا کہ دہلیز کی دوسری جانب کون منتظر ہوگا!

اتنے میں اندر کی جانب سے قدموں کی چاپ سنائی دی تو اس کا دل زور زور سے دھڑکنا شروع ہو گیا۔ ایک لمحے کے وقفے کے بعد دروازہ چوں چوں کی آواز کے ساتھ تھوڑا سا کھل گیا۔

"ایل فرینکلن!" دروازہ کھولنے والے شخص نے بغیر کسی جوش و خروش سے کہا اور پورا دروازہ کھول دیا۔

"ڈیون؟" الیگزینڈر نے دروازے میں کھڑے ہوئے شخص کا جائزہ لیتے ہوئے سوال کیا کیونکہ یہ شخص اس ڈیون کوپر کے مقابلے میں جسے وہ جانتا تھا، کہیں زیادہ عمر رسیدہ، وحشت زدہ اور دبلا دکھائی دے رہا تھا۔ لگ رہا تھا کہ زندگی اس پر مہربان نہیں رہی تھی۔ اس کی سیاہ وحشت زدہ آنکھیں اس کے چہرے میں دھنسی ہوئی تھیں۔ اس کے سر کے گھنے سیاہ بال خاص انداز سے تراشیدہ تھے جو ماتھے سے گدی تک ایک پٹی کی شکل میں تھے اور باقی سر منڈا ہوا تھا۔ اس کے اوپری جسم پر قمیص موجود نہیں تھی اور اس نے نیلے رنگ کی ٹائٹ فٹنگ کی جینز پہنی ہوئی تھی جس سے اس کے بدن کی ہڈیاں نمایاں اور ابھری ہوئی نظر آ رہی تھیں۔

"میں بھی حیرت تھا کہ تم دوبارہ کب آؤ گے۔" ڈیون نے کہا۔ "تمہیں یہاں سے گئے ہوئے ایک عرصہ ہو چکا ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو، ایسا ہی ہے۔ سو اب تم نے اپنا نام ڈیون کوپر سے ڈیون میری پوسا رکھ لیا ہے؟"

ڈیون کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی اور وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ "تم اسے میرا اصلی نام کہہ سکتے ہو۔"

وہ دونوں دہلیز پر کھڑے ایک دوسرے کو گھورتے رہے۔

"تو اب نیا کیا ہے؟" الیگزینڈر نے پوچھا۔

"تم اندر کیوں نہیں آ جاتے تاکہ ہم کھل کر اطمینان سے گپ شپ کر سکیں؟" ڈیون نے اسے اندر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے کی عجیب سی مسکراہٹ نے الیگزینڈر کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ الیگزینڈر کو اپنی دہلیز پر دیکھ کر ڈیون کوپر کچھ زیادہ ہی مطمئن نظر آ رہا تھا اور اس نے کوئی اتنی زیادہ حیرت کا اظہار بھی نہیں کیا تھا جیسے کہ اسے الیگزینڈر کی آمد کی توقع تھی۔

اس چھوٹے سے اسٹوڈیو اپارٹمنٹ میں قدم رکھتے ہی الیگزینڈر کو بے چینی اور بے کلی سی محسوس ہونے لگی۔ اس کے پیٹ میں مروڑ سے اٹھنے لگا۔ ہر دیوار پر ہر سائز اور ہر شیپ کی پینٹنگز لگی ہوئی تھیں۔ پینٹنگز کے درمیان اتنی کم خلا تھی کہ دیوار کا سیاہ رنگ جھریوں کی شکل میں نظر آ رہا تھا۔ پینٹنگز کے مختلف رنگوں اور طول و عرض میں تفریق کے باوجود تمام تصاویر کا موضوع ایک ہی تھا...... حنوط کردہ چہرے!

بلکہ حقیقت میں وہ سب کے سب ایک ہی چہرہ دکھائی دے رہے تھے۔

ڈیون نے اس بات پر کوئی خوشی کا اظہار نہیں کیا کہ الیگزینڈر اس کے کام کو سمجھ رہا ہے۔ "میں جو کام کرتا رہا ہوں وہ تمہیں پسند آیا؟"

"میرے خیال سے تم اس پر گزشتہ پانچ سال سے کام کرتے چلے آ رہے ہو۔" الیگزینڈر نے جواب دیا۔ البتہ اس کی آنکھیں بدستور ان پینٹنگز پر جمی ہوئی تھیں جو اسے ڈسٹرب کر رہی تھیں۔

"تم ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ تمہارے انسٹرکٹر نے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تمہیں بتایا ہے کہ تم وہ لکھو جو کچھ تم جانتے ہو۔ سو میرا خیال ہے کہ یہی کچھ پینٹنگ کے سلسلے میں بھی لاگو ہوتا ہے اور یہ بات کہتے ہوئے میں شرط لگا سکتا ہوں کہ مارجوری یہ دیکھ کر بے انتہا خوش ہوتی کہ وہ تمہاری کتاب میں مرکزی کردار کی اہل ثابت ہوئی۔"

"ایگزیکیوزمی؟"

"جی، ایک روز جب ہم دونوں بحث کے ذریعے یہ قصہ حل کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو مارجوری نے تم دونوں کے بارے میں مجھے سب کچھ بتا دیا تھا۔ کیا یہ دلچسپ بات نہیں کہ اس کا انجام ہم دونوں کی مرتبہ دیوی کے طور پر ہوا؟" ڈیون نے اپنے آرٹ کے نمونوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

الیگزینڈر یہ سن کر تیزی سے ڈیون کی جانب گھوم گیا۔

"سو اس کا یہ انجام تم ہی نے کیا ہے۔" اس نے ڈیون پر الزام عائد کرتے ہوئے کہا۔ وہ اس شخص کے خلاف اپنی نفرت کو چھپانے میں ناکام رہا تھا۔ مارجوری ایک پُرجوش اور پُرکشش عورت تھی اور ڈیون نے اسے برباد اور ضائع کر دیا تھا۔

الیگزینڈر نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔ وہ اس بات کا انکار کر رہا تھا کہ ڈیون کا ذہن اسے اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ خود مارجوری کے قتل کا اعتراف اپنی زبان سے کر دے۔

"تمہیں اس بات کی پروا کیوں ہے؟ وہ تمہارے لحاظ سے اتنی اچھی نہیں تھی کہ تمہارے ساتھ ٹکی رہ جاتی۔ جب ہی تم نے اپنے فن کی خاطر اپنی کتاب میں اسے مار ڈالا تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے میں نے اپنے آرٹ کی خاطر اسے قتل کر دیا تھا!"

"تم کتیا کے بچے!" الیگزینڈر غصے سے پھٹ پڑا۔ اس نے اپنی مٹھیاں بدستور اپنے پہلو میں بھینچی ہوئی تھیں۔ "مجھے اسی کی فکر لاحق رہتی تھی۔ میری کتاب میں اس کی موت کا سبب میرا وہ خوف تھا کہ اگر وہ تمہارے ساتھ رہ گئی تو اس کا کیا انجام ہوگا۔" الیگزینڈر نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کی۔ "تم نے ایسا کیوں کیا؟ تم اسے اپنی زندگی سے نکل جانے کی اجازت بھی تو دے سکتے تھے؟"

اس بات پر ڈیون نے ایک قہقہہ لگایا۔ "کیا؟ تم میرا استدلال سمجھنا چاہتے ہو؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ سن کر تم بہتر

شکرگزاری

ہم دن میں کئی مرتبہ اپنے ملنے والوں سے رسماً پوچھتے ہیں۔ "کیا حال ہے؟" اور وہ رسماً جواب دیتے ہیں۔ "اللہ کا شکر ہے۔" نہ حال پوچھنے والے کو اس شخص کے حال سے کوئی خاص دلچسپی ہوتی ہے اور نہ عموماً حال بتانے والے کا حال اتنا اچھا ہوتا ہے جتنا اس کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔ بس ایک رسم دنیا ہے جو چلی آ رہی ہے!

مگر کچھ سادہ لوح ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن سے آپ حال پوچھ بیٹھیں تو وہ اپنی صحت کے حوالے سے پورا بلیٹن جاری فرما دیتے ہیں۔ "گھٹنے گھٹنے چکر آتے ہیں، بلڈ پریشر نارمل نہیں ہو رہا۔ کل میں سودا سلف لینے بازار گیا تو دکان پر ہی گر پڑا اور ایک ہمسایہ اٹھا کر گھر لایا۔"

آپ اس کے جواب میں تاسف کا اظہار کرتے ہیں اور یہ تلقین بھی کہ اپنی صحت کا خیال رکھیں اور پھر جانے کے لیے ان سے اجازت طلب کرتے ہیں مگر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اب وہ آپ کو جانے دیں، آپ حال جو پوچھ بیٹھے ہیں۔ چنانچہ وہ باقی ماندہ حال بھی سنانا شروع کر دیتے ہیں۔ "چھوٹے بچے کو خسرہ نکلا ہوا ہے، بڑا بیٹا کل موٹر سائیکل سے گر کے ٹانگ تڑوا بیٹھا، ابھی موٹر سائیکل کی قسطیں بھی رہتی تھیں، چلو اللہ کا شکر ہے جان تو بچ گئی!"

رسماً تو دل میں ہم لوگ کئی دفعہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں لیکن دل کی گہرائیوں سے یہ شکر صرف اس وقت ادا ہوتا ہے جب ہم کسی بڑے حادثے میں بڑی پسلی تڑوا بیٹھتے ہیں۔ کچھ لوگ تو اس پر بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ "خالو جان کار کے حادثے میں فوت ہوگئے مگر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آنٹی بچ گئیں۔" انسان بھی اللہ کی عجیب مخلوق ہے۔ خوشی کے موقع پر کمی اور غمی کے موقع پر اللہ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے۔ لگتا ہے اسے حسن سلوک کچھ زیادہ راس نہیں آتا!

وسیم بلال کی تجزیہ و تحقیق [illegible] کتاب [illegible] سے اقتباس

محسوس کرو گے؟ یہ بات تمہیں اس کی موت کی ذمے داری سے بری کر دے گی؟ میں تمہارے لیے ایسا ہرگز نہیں کروں گا، الیگزینڈر۔ میں تمہاری ذمے داری کے احساس کو تم سے جدا نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے کہ یہ تمام تر غلطی تمہاری تھی۔"

الیگزینڈر نے یہ سن کر اپنا سیل فون نکالا اور نائن ون ون ڈائل کرتے ہوئے بولا۔ "اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پولیس خود ہی اس مسئلے کو حل کر لے گی۔"

ڈیون لپک کر الیگزینڈر کے پاس پہنچا اور اس کے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہاتھوں سے سیل فون جھپٹ لیا۔ "ہاں، میں تمہیں ایسا ہرگز نہیں کرنے دوں گا۔"

الیگزینڈر، ڈیون کو گھورنے لگا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ ڈیون کی وحشیانہ آنکھوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس سے بھڑنے پر تلا ہوا ہے۔

"تمہیں تفصیلات کی یہ توضیح کیسی لگ رہی ہے، ڈیون اس بات کو رہنے دو کہ میں اس معاملے کو کس نگاہ سے دیکھ رہا ہوں، لیکن اس کا انجام تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوا۔"

"مجھے کچھ نہیں معلوم۔ لیکن میں برسوں سے اس موقع کا انتظار کر رہا تھا۔ بالآخر انہیں قبول کی گئی۔ ہے نا؟"

الیگزینڈر نے محتاط ہو کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سوچنے لگا کہ ایک بیسٹ سیلنگ مسٹری ناول نگار ہونے کے باوجود اس سے یہ اندوہناک غلطی کیونکر سرزد ہو گئی؟ اسے یہاں تنہا آنے کے معاملے میں زیادہ محتاط ہونا چاہیے تھا۔ اس کی نظریں راہ فرار اختیار کرنے کے لیے کمرے کا جائزہ لینے لگیں۔

"سوال یہ ہے کہ اب میں کیا کروں؟ کیا میں غائب ہو جاؤں اور قتل کا تمام تر الزام تمہارے سر منڈھا جائے جیسا کہ میرا ہمیشہ سے ارادہ تھا؟ یا میں تمہارا انجام بھی اسی طرح تحریر کر دوں جیسا کہ تم نے مارجوری کا تحریر کیا تھا؟" یہ کہہ کر وہ آہستہ قدموں سے الیگزینڈر کی جانب بڑھنے لگا۔

الیگزینڈر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ بس ڈیون کو گھورے جا رہا تھا۔ وہ پوری کوشش کر رہا تھا کہ اس کے جذبات اس کے چہرے سے عیاں نہ ہونے پائیں۔ اگر وہ پُرسکون، خاموش رہے اور اپنے حواس مجتمع رکھے تو شاید متوقع تباہی سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے۔

ادھر ڈیون جذباتی اور جنونی ہونے کے باعث اپنے ہوش و حواس برقرار رکھنے میں کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ جب الیگزینڈر نے کسی قسم کے ردِعمل کا اظہار نہیں کیا تو ڈیون نے اپنے دل کے غبار کو نکالنے کا سلسلہ جاری رکھا۔

"میں قصبہ چھوڑ کر چلا جاؤں اور اپنا نام تبدیل کر لوں...... تمہارے خیال میں ڈیون الیگزینڈر نام کیسا رہے گا؟ اور پھر سے ایک نئی زندگی کا آغاز کر لوں۔ یہ بہت آسان رہے گا یا پھر میں بھی تمہیں اسی آزار سے نبرد آزما ہونے کا موقع دوں جس میں وہ مبتلا رہی تھی؟ فیصلہ کرو...... فیصلہ......!" یہ کہہ کر ڈیون دروازے کی جانب چلا گیا اور اس نے دروازے کا تالا لگا دیا۔ پھر لبی کھڑکیوں کی جانب بڑھا اور ان کے شیڈز گرا دیے۔

کمرے میں اندھیرا ہوتے ہی الیگزینڈر کو یوں لگا جیسے دیواروں پر آویزاں پینٹنگز کے دہشت زدہ چہرے اندھیرے کے کرب سے چلا رہے ہوں۔ الیگزینڈر کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

الیگزینڈر اپنی جگہ ساکت کھڑا تھا جبکہ ڈیون بدستور کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ جب وہ کچن کے پاس پہنچا تو اس نے کچن کی ایک دراز کھولی اور اس میں سے ایک بڑا سا گوشت کاٹنے والا چاقو باہر نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا پھر خوفناک انداز میں الیگزینڈر کی جانب بڑھنے لگا۔

الیگزینڈر غیر شعوری طور پر پیچھے ہٹنے لگا۔ اس کی نبض کی رفتار تیز ہو گئی تھی اور خون کی گردش کی رفتار بڑھنے سے اس کے کانوں کی لویں سرخ انگارا ہو رہی تھیں۔ "تم نے اسے قتل کر دیا! اس نے تمہارا انتخاب کیا تھا اور تم نے اسے مار ڈالا!"

ڈیون چاقو کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں اچھال رہا تھا۔ "اگر میری جگہ تم ہوتے تو تم بھی یہی چاہتے، ہے نا؟ جیسے کہ یہ تمام تر غلطی میری تھی؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ غلطی میری نہیں تھی، الیگزینڈر! تم نے اسے میرے خلاف ورغلا دیا تھا پھر تم اس سے اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ سمجھے؟ یہ غلطی میری نہیں تھی!"

الیگزینڈر ڈیون سے بدستور پیچھے ہو رہا تھا، وہ بولا۔ "تو پھر تم میرے پیچھے کیوں نہیں آئے اگر میں نے اسے تمہیں چھوڑ کر آنے کے لیے ورغلایا تھا تو پھر تم نے مجھے قتل کیوں نہیں کیا، اسے کیوں قتل کیا؟"

الیگزینڈر کو پیچھے کھسکتے ہوئے رکنا پڑ گیا کیونکہ اس کی پشت میز سے جا ٹکرائی تھی۔ اس نے بائیں جانب قدم اٹھانے کی کوشش کی لیکن ڈیون اس پر نظریں جمائے اس کی حرکت سے ہم آہنگ خود بھی حرکت کر رہا تھا۔ ایسا اس وقت بھی ہوا جب الیگزینڈر نے دائیں جانب حرکت کرنا چاہی۔

الیگزینڈر کو اب مشکل صورت کا سامنا تھا۔ اس کے ہاتھ اپنے عقب میں کوئی شے ٹٹولنے لگے جو اس کے لیے بطور ہتھیار ثابت ہو لیکن اس کی گرفت میں ایسی کوئی تیز دھار یا کند شے نہیں آئی جو ہتھیار کے طور پر کام آسکتی۔ صرف خطوط یا اخبارات تھے جو اس کے پیچھے میز پر رکھے ہوئے تھے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ڈیون نے شانے اچکا دیے۔ وہ چاقو کو بدستور اپنے دونوں ہاتھوں میں گھما رہا تھا۔ "اگر میں اسے آزاد کر دیتا تو وہ کسی اور کے ساتھ ختم ہو جاتی اور مجھ سے یہ بھی برداشت نہ ہوتا۔ لیکن میں بھی اس کی جگہ کسی اور کو گوارا نہیں کر سکتا تھا جس پر مجھے اعتبار نہ ہوتا۔ سو اس کا بس یہی ایک حل تھا جو کوئی معنی رکھتا تھا۔" یہ کہہ کر اس نے ایک قدم اور آگے بڑھا لیا۔

میز اب بھی الیگزینڈر کے عقب میں تھی۔ وہ میز کی درازوں کو ٹٹولنے لگا۔ وہاں پیپر کلپس، پنیں، اسٹیپلس، چیک بکس اور ٹشو وغیرہ موجود تھے لیکن کام کی کوئی شے نہیں تھی۔

ڈیون نے گردن گھماتے ہوئے الیگزینڈر کے عقب میں اس کی میز کی درازوں کو ٹٹولتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا تو تمسخر اڑانے والے انداز میں بولا۔ "کیا تم مجھے مارنے کے لیے کچھ تلاش کر رہے ہو؟" اس کی ہنسی زہریلی تھی۔ "کم آن! تم ایک رائٹر ہو۔ اپنا تخیل استعمال کرو!"

الیگزینڈر نے اپنا ہاتھ ایک دراز میں گھسیڑ دیا لیکن وہاں بھی کوئی کند تیز دھار شے موجود نہیں تھی۔ البتہ اس کی انگلیاں جس شے سے ٹکرائیں وہ ڈوری محسوس ہوئی تھی۔ وہ اس ڈور کو بطور ہتھیار استعمال کر سکتا تھا اور جیسا کہ دکھائی دے رہا تھا، اس کا استعمال کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ سوال یہ تھا کہ ڈیون کو گھومنے پر کس طرح آمادہ کیا جا سکتا تھا؟

اگر الیگزینڈر یہ نہیں چاہتا تھا کہ ڈیون کے ہاتھ میں پکڑا ہوا لمبا چاقو اس کے سینے میں دھنس جائے تو اس سے بچاؤ کا بس ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ عقب سے ڈیون کی گردن میں ڈوری ڈال کر اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کرے۔

چونکہ ڈیون کی نظریں بے اعتباری اور شبہ کے انداز میں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں تو ڈیون کی اس اندرونی کیفیت کو بھانپتے ہی اچانک ہی ایک خیال الیگزینڈر کے ذہن میں سوجھ گیا۔

ڈیون کا ذہن یا تو کسی نشے کے زیر اثر تھا یا اس کی ذہنی بے اعتدالی تھی جو اسے کسی حتمی نتیجے پر پہنچنے سے روکے ہوئے تھی۔ الیگزینڈر کے لیے اس خطرناک صورت حال سے بچ نکلنے کا یہی راستہ رہ گیا تھا کہ وہ ڈیون کی اس کمزور ذہنی کیفیت سے فائدہ اٹھا لے۔

ہوش

مسٹر زیلکن کی بیوی فوت ہو گئی تو اس کا ایک قریبی دوست تعزیت کے لیے اگلے روز اس کے گھر گیا۔ دیکھا کہ زیلکن ایک عورت کو لیے بیٹھا ہے۔

"تمہیں شرم نہیں آتی! قبر میں تمہاری بیوی کا گوشت بھی ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا ہوگا اور تم رنگ رلیاں منا رہے ہو؟" دوست نے غصے سے کہا۔

"کیا تم سمجھتے ہو کہ اس جانکاہ صدمے سے مجھے اتنا ہوش ہے کہ کیا کر رہا ہوں؟" زیلکن نے درد بھری آواز میں کہا۔

اسلام آباد سے حبا خالد کا تعاون

"ڈیون، تمہارے ساتھ ایک پرابلم ہے، مین!" الیگزینڈر نے ڈیون کے شانے کے پیچھے نظریں جماتے ہوئے کہا۔ "یہ حقیقت میں تمہارے لیے کسی طور پر بہتر ثابت نہیں ہوگا۔"

الیگزینڈر کی نظریں وقفے وقفے سے ڈیون کے چہرے سے اس کے عقب میں دیوار کی جانب اٹھ رہی تھیں۔ ڈیون کو جھنجلاہٹ کا شکار ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو؟" ڈیون نے پوچھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ پلٹ کر دیکھنا چاہتا تھا لیکن اپنی اس خواہش کو کچلنے کے لیے خود سے نبرد آزما تھا۔

الیگزینڈر نے شانے اچکا دیے۔ وہ ایک طویل لمحے تک ڈیون کے چہرے پر نظریں جمائے رہا لیکن پھر دوبارہ وقفے وقفے سے اس کے شانے پر سے اس کی عقبی دیوار کو دیکھنا شروع کر دیا۔ "میرے خیال سے تم خود کو حوالے کر دو۔" الیگزینڈر نے اس کے عقب میں دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس طرح تمہیں وہ مدد مل جائے گی جس کی تمہیں ضرورت ہے۔"

الیگزینڈر نے دروازے کی جانب اشارہ کیا اور پھر افسردگی کے انداز میں سر ہلانے لگا۔

ڈیون اپنا تجسس چھپانے میں ناکام رہا اور اس نے یہ دیکھنے کے لیے کہ الیگزینڈر کس کے ساتھ خاموش گفتگو کر رہا

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہے اپنا او پری دھڑ دروازے کی سمت گھما دیا۔

الیگزینڈر برق رفتاری سے ڈیون پر جھپٹ پڑا۔

اس نے ڈوری سے ڈیون کی گردن میں حلقہ ڈالتے ہوئے اسے مضبوطی سے کس دیا اور اسے پوری قوت سے دبائے رہا۔

ڈیون بوکھلا کر الٹے سیدھے ہاتھ پیر مارنے لگا اور چاقو اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا۔ الیگزینڈر کا مقصد ڈیون کو ہلاک کرنا نہیں بلکہ بے ہوش کرنا تھا۔ وہ انتظار کر رہا تھا کہ ڈیون اپنے ہاتھ پیر مارنا چھوڑ دے تاکہ وہ ڈوری کے پھندے کی گرہ ڈھیلی کر دے۔ لیکن ڈیون مسلسل ہاتھ پیر مارے جا رہا تھا۔

اور پھر اچانک ڈیون نے اپنے ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیے۔ اس کا جسم پُرسکون...... اور چہرہ ارغوانی رنگ کا ہو گیا تھا۔

الیگزینڈر پیچھے ہٹ گیا اور ڈیون کا بے جان جسم فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ وہ کرسی سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اور اپنی سانسیں درست کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ ڈیون کو دیکھتا رہا کہ شاید اس کے جسم کا کوئی حصہ حرکت کرنے لگے۔ اسے یہ کبھی ختم نہ ہونے والا محسوس ہو رہا تھا۔

لیکن ڈیون کے جسم نے کوئی حرکت نہیں کی۔

الیگزینڈر نے ایک قدم آگے بڑھایا اور فرش پر گرے ہوئے چاقو کو ٹھوکر مار کر پرے پھینک دیا۔ پھر گھٹنوں کے بل ڈیون پر جھک گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن پر نبض ٹٹولنے کی کوشش کی۔ وہاں کوئی حرکت نہیں تھی۔

پھر اس کا ہاتھ ڈیون کی کلائی پر چلا گیا۔ وہاں پر بھی کچھ نہیں تھا۔ الیگزینڈر کے ہاتھ کپکپانے لگے۔ وہ دھم سے ڈیون کے بے جان جسم کے پاس فرش پر بیٹھ گیا اور اپنا سر اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔

یہ کیا ہو گیا؟ ایک دن...... صرف ایک دن میں اس کی زندگی مکمل طور پر تہہ و بالا ہو گئی تھی۔

پھر پُرسکون ہوتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی نظریں اس شخص پر مرکوز ہو گئیں جسے اس نے ابھی قتل کیا تھا۔ لاش کو دیکھنے کے دوران اس کی توجہ اس ڈوری پر پڑی جس کو استعمال کرتے ہوئے اس نے اپنے پرانے دوست کا گلا گھونٹا تھا۔ ”لعنت ہو مجھ پر۔“ اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ پھر اس نے جھک کر وہ ڈوری ہاتھ میں اٹھالی۔ وہ غور سے اس ڈوری کا جائزہ لینے لگا۔ وہ اس کے سائز، ڈیزائن اور مضبوطی کو جانچ رہا تھا۔

پھر اس کا ذہن فوراً ہی اس مردہ خانے کی طرف چلا گیا جہاں مارجوری کی حنوط شدہ لاش سلیب پر بے جان پڑی ہوئی تھی۔ مارجوری کی گردن پر حلقے کے نشانات ہو بہو اس ڈوری کی خصوصیات سے مشابہ تھے۔

”تمہیں یہ کیسا لگا؟“ الیگزینڈر نے اپنے آلۂ قتل کا معائنہ کرتے ہوئے ڈیون کی لاش سے مخاطب ہو کر کہا۔

تب عین اسی لمحے کمرے کا دروازہ... ایک دھماکے سے کھل گیا۔ الیگزینڈر تن کر کھڑا ہو گیا۔ اسے چار باوردی پولیس آفیسر دکھائی دیے جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سیمی آٹومیٹک ہتھیار تھے اور ان کا رخ الیگزینڈر کی جانب تھا۔

”ڈیون کوپر تم زیرِ حراست......“ سراغ رساں رچرڈ ڈکسن نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ وہ ان باوردی پولیس افسران کی اوٹ سے نکل کر سامنے آچکا تھا لیکن الیگزینڈر پر نگاہ پڑتے ہی وہ اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔ اس کی نظریں الیگزینڈر پر سے ہوتی ہوئی ڈیون کی لاش کی جانب چلی گئیں۔ پھر دوبارہ الیگزینڈر پر واپس آگئیں۔

”یہاں یہ سب کیا ہوا ہے؟“

”میں نے ڈیون کوپر کو تلاش کر لیا تھا۔“ الیگزینڈر نے جواب دیا۔ ڈوری بدستور اس کے ہاتھ میں جھول رہی تھی۔

”یہ تو نظر آرہا ہے۔ لیکن کیا تم یہ وضاحت کرنا پسند کرو گے کہ تم نے اسے کس طرح تلاش کیا؟ اور اس کا قتل بالکل اسی انداز سے کیوں ہوا ہے جیسے کہ تمہاری کچھ جانے والی بیوی کا ہوا تھا؟“ سراغ رساں رچرڈ ڈکسن نے سنسنی خیز لہجے میں کہا۔

الیگزینڈر اپنے ہاتھ میں دبی ہوئی ڈوری کو گھورتا رہا۔ پھر اس کی نظریں فرش پر موجود ڈیون کوپر کی لاش پر جم گئیں۔ وہ ایک طویل خاموشی کے بعد شکست خوردہ لہجے میں بولا۔ ”میرے خیال سے مجھے اپنے وکیل کی ضرورت ہے۔ اس کی موجودگی کے بغیر میں کسی قسم کی وضاحت بیان نہیں کر سکتا۔“

سراغ رساں نے اپنے ساتھیوں کو الیگزینڈر کو حراست میں لینے کا اشارہ کیا۔ الیگزینڈر نے چپ چاپ خاموشی سے اپنے ہاتھ آگے بڑھا دیے۔

itsurdu.blogspot.com